حصہ سوم: پاکستان اور بین الاقوامی امور

باب ششم: پاکستان اور بین الاقوامی تنظیمیں

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اقوام متحدہ کی اہمیت، اس کے بنیادی ادارے اور ان کے مقاصد، عالمی امن کے قیام میں اس کا کردار، اور پاکستان کی اقوام متحدہ کے امن مشنز میں شمولیت، خاص طور پر قدرتی آفات اور دیگر عالمی بحرانوں میں اس کے کردار کا تجزیہ کر سکیں؛
- پاکستان کے دیگر ممالک کے ساتھ خارجہ تعلقات، خاص طور پر سارک ممالک، او آئی سی ممالک، برطانیہ اور دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لے سکیں اور مسلم دنیا کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے پاکستان کی کوششوں کو سمجھ سکیں؛
- مسئلہ کشمیر، افغانستان اور فلسطین کے بحران کے حل کے لیے اقوام متحدہ کو درپیش مشکلات کا تجزیہ کر سکیں۔

اقوام متحدہ کی تنظیم (UNO)

اقوام متحدہ کی عمارت

اقوام متحدہ کی تنظیم(UNO)خود مختار اور آزاد ریاستوں کا ایک عالمی ادارہ ہے جو 24 اکتوبر 1945 کو قائم ہوا۔ اس ادارے کا قیام دوسری جنگ عظیم کے بعد قیام امن کو برقرار رکھنے، قوموں کے درمیان تعاون کو فروغ دینے اور مزید جنگوں اور تباہی کو روکنے کے مقاصد کے تحت عمل میں آیا۔ ابتدا میں 51 ممالک نے اقوام متحدہ کے منشور پر دستخط کر کے اقوام متحدہ کی تشکیل کی۔ اقوام متحدہ کا ہیڈ کوارٹر نیویارک شہر میں ہے اور اس کے دیگر دفاتر نیروبی، جنیوا، ویانا اور ہیگ میں ہیں۔

اقوام متحدہ کی اہمیت

اقوام متحدہ(U N)دورِ حاضر کا ایک اہم ادارہ ہے جو تعاون، امن اور ترقی کے لیے عالمی عزم کا ترجمان ہے۔ اس کی اہمیت بین الاقوامی مکالمے کے فورم، اجتماعی عمل کے لیے ایک پلیٹ فارم اور بنیادی اقدار اور اصولوں کے محافظ کے طور پر مسلمہ ہے۔ اقوام متحدہ عالمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے اور مختلف اقدامات کے ذریعے انسانیت کی فلاح کے لیے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حکومتیں بنیادی ڈھانچہ اور سہولتیں فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں تاہم محدود وسائل کی وجہ سے اس ذمہ داری کا زیادہ تر حصہ غیر سرکاری تنظیمیں یا این جی اوز اور اقوام متحدہ کی تنظیمیں ادا کرتی ہیں۔ ماضی میں کئی ترقی پذیر ممالک نے متعدد چیلنجز اور ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مشکلات کا سامنا کیا۔

بین الاقوامی تنظیمیں ترقی پذیر ممالک میں انفراسٹرکچر اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جسے اپنی تخلیق سے ہی بڑے چیلنجز کا سامنا رہا ہے۔ پاکستان نے اپنی معیشت کو بہتر بنانے اور انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لیے بین الاقوامی تنظیموں سے خاطر خواہ قرضے اور امداد حاصل کی ہیں۔ پاکستان میں کام کرنے والی نمایاں تنظیموں میں پاکستان میں امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (USAID) ، ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ (WWF) ، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) ، ورلڈ بینک، فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (FAO) ، ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) ، اقوام متحدہ کا بین الاقوامی چلڈرن ایمرجنسی فنڈ (UNICEF) اور اقوام متحدہ کا ترقیاتی پروگرام (UNDP) شامل ہیں۔

اقوام متحدہ کی تنظیم کے بنیادی مقاصد

اقوام متحدہ کے بنیادی اصول اور اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

عالمی امن اور سلامتی کا قیام: اقوام متحدہ دنیا بھر کے لوگوں کی فلاح کے لیے بین الاقوامی اور دوستانہ تعاون کے ذریعے کام کرتا ہے۔

عالمی تعاون کو فروغ دینا : اس میں اقتصادی، سماجی اور ثقافتی ترقی کو فروغ دینا شامل ہے۔

بنیادی انسانی حقوق کا اعتراف: اقوام متحدہ عالمی سطح پر انسانی حقوق کے تحفظ اور پہچان پر زور دیتا ہے۔

حکومتوں کے درمیان اچھے تعلقات کا فروغ: یہ مساوی حقوق اور خود مختاری کے اصولوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

قومی اقدامات کی ہم آہنگی: اقوام متحدہ عالمی سطح پر مشترکہ اہداف کے حصول کے لیے عالمی کوششوں کو ہم آہنگ کرنے کے لیے مرکز کا کام کرتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق اقوام متحدہ کا مقصد:

آنے والی نسلوں کو جنگ کی لعنت سے بچانے کے لیے،... بنیادی انسانی حقوق پر یقین کا اعادہ کرنے کے لیے،... ایسے حالات قائم کرنے کے لیے جن کے تحت معاہدوں اور بین الاقوامی قانون کے دیگر ذرائع سے پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کے لیے انصاف اور احترام کو برقرار رکھا جاسکے اور وسیع تر آزادی میں سماجی ترقی اور زندگی کے بہتر معیارات کو فروغ دیا جائے۔

اقوام متحدہ کے اداروں کے اہم مقاصد اور کردار

اقوام متحدہ مختلف اہم اداروں پر مشتمل ہے۔ ہر ادارے کا ایک خاص کردار اور ذمہ داری ہے جس کا مقصد عالمی امن اور سلامتی کا تحفظ، پائیدار ترقی کو فروغ دینا، انسانی حقوق کا تحفظ اور قوموں کے درمیان تعاون کو بڑھانا ہے۔ ان اداروں کے افعال اور مقاصد کو سمجھنا اقوام متحدہ کے عالمی سطح پر کردار کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

1. جنرل اسمبلی

جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کا مرکزی مشاورتی اور پالیسی سازی کا ادارہ ہے جس میں تمام رکن ممالک کے نمائندے شامل ہیں۔ اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں:

مشاورت اور فیصلہ سازی: جنرل اسمبلی عالمی مسائل پر بحث، مذاکرات اور مکالمے کا ایک پلیٹ فارم فراہم کرتی ہے جیسے کہ امن و سلامتی، ترقی اور انسانی حقوق۔

قراردادوں اور اعلامیے کی منظوری: جنرل اسمبلی مشترکہ یا اکثریتی ووٹنگ کے ذریعے قراردادیں اور اعلامیے منظور کرتی ہے جو اقوام متحدہ کی کارروائیوں اور پالیسیوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

عالمی تعاون کو فروغ دینا: جنرل اسمبلی مسائل پر بات چیت اور تعاون کے ذریعے قوموں کے درمیان باہمی سمجھ بوجھ، یکجہتی اور مشترکہ چیلنجز کو حل کرنے میں تعاون کو فروغ دیتی ہے۔

2. سلامتی کونسل

سلامتی کونسل عالمی امن و سلامتی کو برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہے، جس کا بنیادی مقصد تنازعات کو روکنا اور حل کرنا ہے۔ اس کے مقاصد میں شامل ہیں:

امن کی بحالی: سلامتی کونسل امن مشنز کی اجازت دیتی ہے اور تنازعات میں مداخلت کرتی ہے تاکہ استحکام بحال ہو، شہریوں کا تحفظ ہو اور بحالی امن کے عمل میں سہولت فراہم کی جائے۔

تنازعات کی روک تھام اور حل: سلامتی کونسل امن اور سلامتی کے لیے خطرات کا سامنا کر کے تنازعات کو بڑھنے سے روکتی ہے اور سفارتی ذرائع، پابندیوں یا

امن مشنوں کے ذریعے موجودہ تنازعات کو حل کرتی ہے۔

بین الاقوامی قانون کا نفاذ: سلامتی کونسل کے پاس پابندیاں عائد کرنے، امن برقرار رکھنے، قوموں کے درمیان تعاون کو فروغ دینے اور مزید جنگوں اور تباہی کو روکنے کا اختیار ہوتا ہے۔

3. معاشی اور سماجی کونسل (ECOSOC)

ECOSOC عالمی سطح پر اقتصادی اور سماجی ترقی کو فروغ دینے کے لیے بین الاقوامی کوششوں کا مرکزی پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ اس کے مقاصد میں شامل ہیں:

ترقیاتی منصوبہ بندی اور ہم آہنگی: ECOSOC غربت، عدم مساوات، اور موسمیاتی تبدیلی جیسے عالمی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے حکومتوں، اقوام متحدہ کے اداروں اور دیگر شراکت داروں کے ساتھ مل کر ترقیاتی منصوبوں، حکمت عملیوں اور پروگراموں پر کام کرتا ہے۔

پالیسی تجزیہ اور جائزہ: ECOSOC معاشی اور سماجی رجحانات کا تجزیہ اور جائزہ لے کر رکن ممالک کو پائیدار ترقی کے مسائل پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

صلاحیت سازی اور تکنیکی معاونت: ECOSOC ترقی پذیر ممالک کو تکنیکی معاونت فراہم کرتا ہے تاکہ وہ پائیدار ترقی کے لیے ادارہ جاتی، انسانی اور انفراسٹرکچر کی صلاحیتوں کو مضبوط بنائیں۔

4. بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ)

بین الاقوامی عدالتِ انصاف اقوام متحدہ کا مرکزی عدالتی ادارہ ہے جس کا کام ریاستوں کے درمیان قانونی تنازعات کو حل کرنا اور قانونی سوالات پر مشاورتی آراء فراہم کرنا ہے۔ اس کے مقاصد میں شامل ہیں:

تنازعات کا فیصلہ: بین الاقوامی عدالتِ انصاف ریاستوں کے ذریعے بین الاقوامی قانون کے معاملات پر لائے گئے مقدمات سنتی ہے جن میں علاقائی تنازعات، معاہدوں کی تشریح اور ریاستی ذمہ داریاں شامل ہوتی ہیں۔

بین الاقوامی قانون کی تشریح: بین الاقوامی عدالتِ انصاف اپنے فیصلوں اور مشاورتی آراء کے ذریعے بین الاقوامی قانون کی تیاری اور وضاحت میں بھی حصہ لیتا ہے تاکہ ان کی مستقل عملداری قائم کی جاسکے۔

تنازعات کے پرامن حل کو فروغ دینا: بین الاقوامی عدالتِ انصاف ریاستوں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے لیے ایک پرامن طریقہ فراہم کرکے عالمی امن اور سلامتی کے قیام میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

5. سیکرٹریٹ

سیکرٹریٹ اقوام متحدہ کا انتظامی شعبہ ہے جو سیکرٹری جنرل کی قیادت میں تنظیم کے روزمرہ کے امور سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔ اس کے مقاصد میں شامل ہیں:

سفارتی مذاکرات کی سہولت: سیکرٹریٹ رکن ریاستوں اور اقوام متحدہ کے اداروں کو سفارتی مذاکرات، کانفرنسوں اور اجلاسوں کے دوران لاجسٹک سپورٹ، معلومات اور ماہرین کی مدد فراہم کرتا ہے۔

اقوام متحدہ کے مینڈیٹ کا نفاذ: سیکرٹریٹ جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے دیگر اداروں کی جانب سے کیے جانے والے فیصلوں اور قراردادوں کو نافذ کرتا ہے اور مختلف موضوعات پر پروگرامز اور منصوبوں کی نگرانی کرتا ہے۔

تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینا: سیکرٹریٹ اقوام متحدہ کی ایجنسیوں، فنڈز، اور پروگرامز کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کو فروغ دیتا ہے تاکہ عالمی چیلنجز کے موثر جواب کو یقینی بنایا جاسکے۔ مثال کے طور پر اقوام متحدہ کی ماحولیاتی تبدیلی کے بارے میں کانفرنس (COP26) جس کی میزبانی سیکرٹریٹ نے کی حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں اور اسٹیک ہولڈرز کو ایک جگہ لاتی ہے تاکہ ماحولیاتی تبدیلی اور اس کے اثرات سے نمٹنے کے لیے معاہدے کیے جاسکیں۔

6. ٹرسٹی شپ کونسل

ٹرسٹی شپ کونسل کو ٹرسٹ علاقوں کی انتظامیہ کی نگرانی کرنے اور انہیں خود مختاری یا آزادی کی جانب منتقل کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی کام مکمل ہونے کے بعد ٹرسٹی شپ کونسل نے 1994 سے اپنی کارروائیاں معطل کر رکھی ہیں۔ تاہم اگر ضرورت ہو تو یہ دوبارہ اجلاس منعقد کر سکتی ہے تاکہ ٹرسٹ کے تحت علاقوں سے متعلق باقی مسائل پر بات چیت کی جاسکے۔

پاکستان کا اقوام متحدہ (UN) اور اس کے بڑے اداروں کے ساتھ تعاون

پاکستان نے برطانوی حکمرانی سے آزادی کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد 30 ستمبر 1947 کو اقوام متحدہ میں شمولیت اختیار کی اور عالمی امور میں ایک فعال حیثیت کا ملک بن گیا جس نے اقوام متحدہ کے چارٹر کے اصولوں کو برقرار رکھنے کا عزم کیا۔ ان اصولوں میں امن، سلامتی اور ممالک کے درمیان تعاون کو فروغ دینا شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان عالمی امن و سلامتی کے قیام، ترقی کو فروغ دینے، انسانی حقوق کی حمایت کرنے اور ممالک کے درمیان تعاون بڑھانے کے اقوام متحدہ کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ پاکستان کی اقوام متحدہ اور اس کے بڑے اداروں کے ساتھ شراکت عالمی مسائل کے حل کرنے میں تعاون کی مظہر ہے۔

1. جنرل اسمبلی میں شرکت

پاکستان نے 30 ستمبر 1947 کو اقوام متحدہ کا رکن بننے کے بعد سے جنرل اسمبلی میں فعال کردار ادا کیا ہے جہاں وہ عالمی مسائل پر بحث اور فیصلوں میں حصہ لیتا ہے۔ ایک فعال رکن کے طور پر پاکستان کو امن کی بحالی، جوہری عدم پھیلاؤ، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور پائیدار ترقی جیسے امور پر اپنے نقطہ نظر اور ترجیحات پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پاکستان کے نمائندے ایسی پالیسیوں کے حق میں بات کرتے ہیں جو ملک کے قومی مفادات سے ہم آہنگ ہوں جبکہ عالمی سطح پر امن، استحکام اور ترقی کو فروغ دینے والی سرگرمیوں کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان نے ہمیشہ جنرل اسمبلی میں مسئلہ کشمیر کو اٹھایا ہے اور اسے اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق پرامن انداز میں حل کرنے کی اپیل کی ہے۔ ملک نے اقوام متحدہ کے امن مشن میں بھی فوجی اہلکار بھیجے ہیں جو امن عالم اور سلامتی کے لیے اس کی وابستگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

2. سلامتی کونسل میں کردار

اگرچہ پاکستان سلامتی کونسل کا مستقل رکن نہیں ہے لیکن عالمی اور علاقائی سلامتی کے امور پر کونسل میں فعال کردار ادا کر تا رہا ہے۔ پاکستان نے سلامتی کونسل کے غیر مستقل رکن کے طور پر متعدد بار خدمات انجام دی ہیں۔ اس دوران پاکستان نے بحثوں میں حصہ لیا، فیصلے کرنے کے عمل میں تعاون کیا اور افغانستان، دہشت گردی اور جوہری عدم پھیلاؤ جیسے تنازعات کے پرامن حل کے لیے مؤقف اپنایا۔ پاکستان سیکیورٹی کونسل کے غیر مستقل رکن کے طور پر 1968-1969، 1976-1977، 1983-1984، 1993-1994 اور 2012-2013 کے دوران خدمات انجام دے چکا ہے۔ مزید برآں پاکستان نے سابقہ افغان حکومت اور طالبان کے درمیان امن مذاکرات کی سہولت فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا جو خطے میں استحکام اور مفاہمت کے لیے پاکستان کی کوششوں کا مظہر ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان نے سلامتی کونسل میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے اثرات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔

3. اقتصادی اور سماجی کونسل (ECOSOC) میں شرکت

پاکستان داخلی اور بین الاقوامی اقتصادی، سماجی اور ترقیاتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے اقتصادی اور سماجی کونسل میں بھی اپنا کردار ادا کر تا رہا ہے۔ پاکستان اقتصادی اور سماجی کونسل کے اجلاسوں میں شرکت کر تا ہے، پالیسی پر بات چیت میں حصہ لیتا ہے اور پائیدار ترقی کے اہداف کو فروغ دینے کے لیے دیگر رکن ریاستوں، اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور سول سوسائٹی تنظیموں کے ساتھ تعاون کر تا ہے۔ پاکستان کی اقتصادی اور سماجی کونسل میں شرکت دوسروں کو اپنے تجربات میں شریک کرنے اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے وسائل اکٹھا کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) خاص طور پر غربت کے خاتمے، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور صنفی مساوات جیسے شعبوں کے لیے اقتصادی اور سماجی کونسل کی کوششوں میں اپنا کردار ادا کر تا رہا ہے۔ ملک نے SDGs کے ساتھ ہم آہنگ قومی حکمت عملیوں اور منصوبوں کو نافذ کیا ہے جو اس کی پائیدار ترقی کے لیے وابستگی کا عکاس ہے۔

4. اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور پروگراموں کے ساتھ تعاون

پاکستان اقوام متحدہ کی مختلف ایجنسیوں اور پروگراموں کے ساتھ ترقی کے چیلنجز سے نمٹنے، انسانی امداد فراہم کرنے اور انسانی حقوق کو فروغ دینے کے لیے تعاون کر تا ہے۔ پاکستان صحت، تعلیم اور غذائی تحفظ کے اہم مسائل پر اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کے ساتھ قریبی تعاون کر تا ہے، جیسے کہ عالمی ادارہ صحت (WHO) ، اقوام متحدہ کا ترقیاتی پروگرام (UNDP) اور اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں کے ہائی کمشنر (UNHCR) ۔ پاکستان نے بچوں کے لیے تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال کی رسائی کو بہتر بنانے کے لیے یونیسیف (UNICEF) کے ساتھ بار بار شراکت داری کی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان نے قدرتی آفات اور تنازعات سے متاثرہ آبادیوں کو ایمرجنسی امداد فراہم کرنے کے لیے ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) کے ساتھ بھی کام کیا ہے۔

پاکستان کا اقوام متحدہ میں عالمی امن کی بحالی اور قدرتی آفات کی بحالی میں تعاون

پاکستان اقوام متحدہ (UN) کے امن مشن اور انسانیت کی مدد کی کوششوں خاص طور پر قدرتی آفات کے دوران ایک اہم شراکت دار رہا ہے۔ اپنی فوج، فلاحی اداروں اور سول سوسائٹی تنظیموں کے ذریعے پاکستان نے اقوام متحدہ کی سرپرستی میں امن عالم، سلامتی اور انسانیت کی امداد کو فروغ دینے میں ایک فعال کردار ادا کیا ہے۔

اقوام متحدہ کے امن مشن، آفات سے بحالی کی کوششیں اور صحت کی دیکھ بھال کے اقدامات پاکستان کی اہم کامیابیوں کی مثالیں ہیں۔

i. امن مشن اور آفات سے بحالی

پاکستان نے اقوام متحدہ کے امن آپریشنز کے ساتھ طویل المدتی وابستگی قائم رکھی ہے اور دنیا بھر میں متنازعہ علاقوں اور جنگ کے بعد کے ماحول میں فوجی اہلکار، پولیس افسران اور ماہرین کو تعینات کیا ہے۔ پاکستانی امن فوجیوں نے مختلف کردار ادا کیے جن میں نفاذ امن، تنازعات کا حل اور انسانیت کی امداد شامل ہیں جو متنازعہ ممالک میں استحکام اور تعمیر نو کی کوششوں میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ پاکستان اقوام متحدہ کے مختلف امن مشن میں سب سے زیادہ فوجی اہلکار اور عملہ فراہم کرنے والے ممالک میں شامل ہے جس میں کانگو، سیرالیون، لائبیریا اور ہیٹی جیسے ممالک میں تعیناتیاں شامل ہیں۔ پاکستانی امن فوجیوں کو اپنی پیشہ ورانہ مہارت، لگن اور پُر خطر ماحول میں امن و استحکام کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرنے پر ہمیشہ سراہا گیا ہے۔

ii. اقوام متحدہ کی قیادت میں امداد اور انسانیت کی مدد

پاکستان نے اقوام متحدہ کی قیادت میں آفات کی بحالی اور انسانیت کی مدد کی کوششوں میں بھرپور شرکت کی ہے۔ اپریل 2015 میں نیپال میں خوفناک زلزلے کے بعد پاکستان نے فوراً اپنی فوج اور امدادی ایجنسیوں کو متحرک کیا تاکہ متاثرہ کمیونٹیز کو تلاش اور بچاؤ کی ٹیمیں، طبی سامان اور امدادی امداد فراہم کی جاسکے۔ پاکستانی امدادی کوششوں کو متاثرہ آبادی کی فوری ضروریات کو پورا کرنے میں اپنی مؤثر اور بروقت کارروائیوں کے لیے عالمی سطح پر سراہا گیا۔

iii. قدرتی آفات

پاکستان نے انسانیت کی مدد کے لیے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ خصوصاً زلزلے، سیلاب اور سونامی جیسی قدرتی آفات سے مقابلے کے لیے پاکستان ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ جنوری 2010 میں ہیٹی میں تباہ کن زلزلے کے بعد پاکستان نے ڈاکٹروں، نرسوں اور پیرامیڈیکس پر مشتمل ایک طبی دستہ روانہ کیا تاکہ زلزلے کے متاثرین کو ایمرجنسی طبی دیکھ بھال، جراحی میں مدد اور دیگر امداد فراہم کی جاسکے۔ پاکستانی طبی ٹیموں نے فیلڈ اسپتال چلائے، آپریشن کیے اور ہزاروں مریضوں کا علاج کیا جو پاکستان کی انسانیت کی مدد کے لیے عزم کا اظہار ہے۔ پاکستان نے دنیا بھر کے ممالک میں سیلاب اور دیگر قدرتی آفات کے دوران انسانیت کی مدد اور بحالی کے کاموں میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ مئی 2017 میں سری لنکا میں تباہ کن سیلاب کے بعد پاکستان نے ایک امدادی مشن بھیجا جس میں امدادی سامان، غذائی پیکیجز اور ایمرجنسی طبی امداد شامل تھی تاکہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی مدد کی جاسکے۔ پاکستانی امدادی کوششوں نے تکلیف کو کم کرنے اور سری لنکا میں بحران کے دوران مشکل کی شکار آبادیوں کو معاونت فراہم کرنے میں مدد کی۔

iv. طبی امداد اور صحت کی دیکھ بھال کے اقدامات

پاکستان نے عالمی صحت کے اقدامات میں بھی حصہ لیا ہے اور صحت کے مسائل اور وبائی امراض کا سامنا کرنے والے ممالک کو طبی امداد فراہم کی ہے۔ 2014 میں مغربی افریقہ میں ایبولا وائرس کے پھیلاؤ کے دوران پاکستان نے متاثرہ ممالک میں طبی ٹیمیں اور سامان بھیجا تاکہ وائرس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے اور متاثرہ افراد کا علاج کیا جاسکے۔ پاکستانی ہیلتھ کیئر کارکنوں نے ایبولا کے مریضوں کا علاج فراہم کرنے، مقامی صحت کے عملے کو تربیت دینے اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں آگاہی بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

v. حالیہ تعاون (۲۰۲۴-۲۰۲۰)

حالیہ برسوں میں پاکستان اقوام متحدہ کے امن مشن میں فعال کردار ادا کرتا رہا ہے جس نے جنوبی سوڈان اور وسطی افریقی ممالک جیسے متنازعہ علاقوں میں آپریشن کے لیے فوجی اہلکار اور وسائل فراہم کیے۔ پاکستان کے امن فوجیوں نے مقامی حکام اور کمیونٹیز کی مدد میں اہم کردار ادا کیا اور استحکام اور امن کے قیام کی کوششوں میں مدد کی۔ کووڈ- 19 کی وبا کے دوران پاکستان نے اپنے صحت کے پیشہ ور افراد اور وسائل کو ضرورت مند ممالک کی مدد کے لیے متحرک کیا اور وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے اور اس کے اثرات کو کم کرنے کے لیے طبی سامان، ویکسین اور مہارت فراہم کی۔ پاکستانی طبی ٹیموں نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام ویکسین تقسیم کرنے اور وبا سے متاثرہ علاقوں میں صحت کی دیکھ بھال کی معاونت فراہم کرنے کی کوششوں میں حصہ لیا جو عالمی صحت کے بحران میں یکجہتی اور بین الاقوامی تعاون کو ظاہر کرتا ہے۔ آفات کی بحالی اور انسانیت کی مدد میں پاکستان کی وابستگی مستحکم رہی اور قدرتی آفات جیسے ترکی میں زلزلے اور بنگلہ دیش میں سیلاب کے متاثرہ ممالک میں امدادی ٹیموں کی تعیناتی کی گئی۔ پاکستانی انسانیت کی مدد کی کوششوں نے ضروری امداد، بشمول خوراک اور طبی امداد فراہم کی جس سے اس کے عالمی انسانیت کی مدد کی کوششوں میں ایک قابل اعتماد شراکت دار کے طور پر کردار کی تصدیق ہوئی۔

vi. چیلنجز اور ترقی کے امکانات

اگرچہ پاکستان اقوام متحدہ کے امن کی بحالی، انسانیت کی امداد فراہم کرنے اور دنیا بھر میں بحرانوں سے متاثرہ کمیونٹیز میں امدادی سرگرمیوں کے مینڈیٹ کو پورا کرنے کے لیے پُرعزم ہے تاہم اسے عالمی امن، سلامتی اور ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے مکمل طور پر اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان چیلنجز میں داخلی تنازعات، علاقائی تناؤ، معاشی تفریق اور حکومتی مسائل شامل ہیں۔ تاہم پاکستان کو اپنی سفارتی طاقت کا فائدہ اٹھا کر دوسرے رکن ممالک کے ساتھ شراکت داری کو مضبوط کرکے اور اپنی پالیسیوں کو بین الاقوامی اصولوں اور عزائم سے ہم آہنگ کرتے ہوئے اقوام متحدہ میں اپنے کردار کو فروغ دینے کے مواقع بھی حاصل ہیں۔

سارک ممالک کے درمیان مثبت تعلقات میں پاکستان کا قیام میں کردار

جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کی تنظیم سارک 8 دسمبر 1985 کو سات جنوبی ایشیائی ممالک کی حکومتوں: بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کے تعاون سے قائم کی گئی تھی۔ پاکستان بانی رکن کی حیثیت سے سارک کی سرگرمیوں اور منصوبوں میں بھرپور حصہ لیتا رہا ہے جن کا مقصد رکن ممالک کے درمیان علاقائی تعاون، اقتصادی انضمام اور باہمی سمجھ بوجھ کو فروغ دینا ہے۔ جنوبی ایشیا کے قلب میں واقع پاکستان سارک میں اپنی سرگرمیوں کے ذریعے مثبت تعلقات کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تاریخی چیلنجز اور وقتی تناؤ کے باوجود پاکستان نے سارک کے رکن ممالک کے درمیان مسلسل تعاون، مکالمے اور باہمی سمجھ بوجھ کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔

پاکستان کی کوششیں، اہم اقدامات اور شراکت داری

پاکستان نے میزبان کے طور پر سارک کے درج ذیل اجلاس منعقد کیے:

چوتھا سارک سربراہی اجلاس (1988): اسلام آباد میں منعقد ہونے والے اس سربراہی اجلاس نے جنوبی ایشیائی ممالک کے درمیان علاقائی تعاون کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

بارھواں سارک سربراہی اجلاس (2004): یہ اجلاس بھی اسلام آباد میں منعقد ہوا جس کا مقصد علاقائی روابط اور اقتصادی تعاون کو بڑھانا تھا۔ اس سربراہی اجلاس نے سارک ممالک کے رہنماؤں کے لیے مکالمے کو فروغ دینے، خیالات کے تبادلے اور مشترکہ مفادات جیسے تجارت، سلامتی اور ترقی کے امور پر تعاون کے مواقع فراہم کیے۔

i۔ سفارتی اقدامات

الف) کشمیر کا مسئلہ جنوبی ایشیا کا ایک اہم تنازعہ ہے جو علاقائی امن و سلامتی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سارک سربراہی اجلاس اس پیچیدہ مسئلے پر بات چیت کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں۔

ب) یہ سربراہی اجلاس پاکستان اور بھارت کے رہنماؤں کو ڈائیلاگ کے فروغ کے مواقع فراہم کرتے ہیں جس سے کشمیر میں تناؤ کو کم کرنے کے لیے بات چیت اور اعتماد سازی کے اقدامات کی سہولت ملتی ہے۔

ج) یہ بات چیت کشمیر میں تنازعے کے انسانیت پر اثرات پر بھی مرکوز ہو سکتی ہے اور متاثرہ لوگوں کو امداد فراہم کرنے اور تعاون کے فروغ پر زور دیا جاسکتا ہے۔

یہ اور ایسے ہی دیگر مواقع فراہم کر کے سارک سربراہی اجلاس علاقائی تعاون کو فروغ دینے، مشترکہ چیلنجز کا حل نکالنے اور کشمیر جیسے متنازعہ علاقوں میں تناؤ کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ii۔ اقتصادی تعاون اور تجارت

اقتصادی تعاون پاکستان کی کوششوں کا ایک اہم جزو ہے جس کا مقصد جنوبی ایشیائی ممالک کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانا ہے۔ پاکستان سارک رکن ممالک کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری اور اقتصادی تعاون کو بڑھانے کے لیے مختلف منصوبوں میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ اقتصادی تعاون کو فروغ دے کر پاکستان ایسی باہمی شراکت داریاں قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے جو علاقے میں مشترکہ خوشحالی اور استحکام میں مددگار ثابت ہوں۔ پاکستان نے جنوبی ایشیائی آزاد تجارت کے معاہدے (SAFTA) پر دستخط کیے ہیں جو 2006 میں نافذ ہوا۔ SAFTA کا مقصد سارک ممالک کے درمیان آزاد تجارت کو فروغ دینا اور محصولات سمیت دیگر رکاوٹوں کو کم کرنا ہے تاکہ خطے میں بہتر اقتصادی انضمام اور تعاون کو فروغ مل سکے۔

iii۔ سرحد پار رابطہ اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی

پاکستان سرحد پار رابطوں اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے تاکہ علاقائی انضمام اور تعاون کو فروغ دیا جاسکے۔ پاکستان سارک رکن ممالک کے درمیان نقل و حمل، توانائی اور مواصلات کے روابط کو بہتر بنانے کے لیے مختلف منصوبوں میں حصہ لیتا ہے۔ بہتر رابطے تجارت، سیاحت اور عوامی رابطوں کو آسان بناتے ہیں جو جنوبی ایشیا میں مضبوط تعلقات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ 2019 میں شروع ہونے والا کرتارپور راہداری منصوبہ پاکستان کے سرحد پار رابطوں اور بھارت کے ساتھ عوامی رابطوں کو فروغ دینے کی کوششوں کی ایک بہترین مثال ہے۔ یہ راہداری بھارت کے سکھ یاتریوں کو کرتارپور میں گردوارہ دربار صاحب تک ویزا فری رسائی فراہم کرتی ہے جس سے مذہبی سیاحت کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری کا امکان پیدا ہوتا ہے۔

iv۔ ثقافتی تبادلے اور عوامی رابطے

ثقافتی تبادلے اور عوامی رابطے سارک ممالک کے درمیان سمجھ بوجھ اور خیر سگالی پر مبنی تعلقات کے لیے اہم ہیں۔ پاکستان ثقافتی سفارتکاری کو فروغ دینے کے لیے تہواروں، نمائشوں اور تعلیمی تبادلوں کے ذریعے جنوبی ایشیا کے شاندار ورثے اور تنوع کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ اقدامات خطے کے عوام میں باہمی احترام اور یکجہتی کو فروغ دیتے ہیں۔ 2009 میں کولمبو میں قائم ہونے والا سارک ثقافتی مرکز رکن ممالک کے درمیان ثقافتی تعاون کو فروغ دیتا ہے۔ پاکستان اس مرکز کی تقریبات میں بھرپور حصہ لیتا ہے، جو جنوبی ایشیا میں ثقافتی تفہیم اور ہم آہنگی میں اضافے کا باعث ہیں۔

اس صدی کے ابتدائی برسوں کے دوران عوامی رابطوں کو بڑھانے اور سارک ممالک کے درمیان سفارتکاری کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ ان اقدامات کا مقصد باہمی سمجھ بوجھ، ثقافتی تبادلے اور علاقائی تعاون کو فروغ دینا تھا۔ ان میں شامل اہم اقدامات درج ذیل ہیں:

ویزا کی آسانی: حکومت نے پاکستان اور سارک ممالک کے درمیان سفر کو آسان بنانے کے لیے ویزا کی پابندیوں کو نرم کرنے کی کوشش کی۔ اس اقدام کا مقصد سیاحت، کاروباری تبادلوں اور ثقافتی دوروں کو فروغ دینا تھا تاکہ باہمی سمجھ بوجھ اور حسن سلوک میں اضافہ ہو سکے۔ مثال کے طور پر 2005 میں پاکستان- بھارت ویزا معاہدے نے دونوں ممالک کے شہریوں کے لیے سفر کے طریقہ کار کو سادہ بنایا۔

ثقافتی تبادلے: ثقافتی تبادلے کے متعدد پروگرام شروع کیے گئے تاکہ سارک ممالک کے درمیان فنون، موسیقی، ادب اور ورثے کا تبادلہ کیا جا سکے۔ ان پروگرامز میں ثقافتی تہوار، نمائشیں اور فنکاروں کے تبادلے شامل تھے۔

تعلیمی تعاون: تعلیمی تعاون کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کیے گئے جن میں طالب علموں کے تبادلے کے پروگرام، تعلیمی شراکت داری اور اسکالرشپس شامل تھیں۔ اس سے سارک ممالک کے طلبہ کو پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس کی ایک قابل ذکر مثال اعلیٰ تعلیمی کمیشن پاکستان کی جانب سے سارک ممالک کے طلبہ کو سکالرشپ کا اجراء ہے۔

کھیلوں کی سفارتکاری: کھیلوں کے پروگرامز اور ٹورنامنٹس کا اہتمام کیا گیا تاکہ سارک ممالک کے کھلاڑیوں کو اکٹھا کیا جا سکے۔ ان پروگرامز نے علاقے کے نوجوانوں میں ہم آہنگی اور حسن سلوک کو فروغ دیا۔ مثال کے طور پر پاکستان اور بھارت کے درمیان باقاعدہ کرکٹ سیریز نے سیاسی کشیدگی کے دوران سفارتی رابطے کا کام کیا۔

میڈیا اور مواصلات: حکومت نے میڈیا کے تعاون اور تبادلوں کو فروغ دیا تاکہ ایک دوسرے کی ثقافتوں اور نقطہ نظر کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ صحافیوں کے تبادلے اور مشترکہ رپورٹنگ جیسے اقدامات کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

کاروبار اور تجارتی فورمز: کاروباری فورمز اور تجارتی وفود کا اہتمام اقتصادی تعاون کو بڑھانے اور کاروباری افراد کے درمیان تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے کیا گیا۔ ان فورمز نے کاروباری افراد اور رہنماؤں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے، تعاون کرنے اور مشترکہ کاروباری مفادات پر کام کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ سارک چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (SAARC CCI) کے اجلاسوں میں پاکستانی شرکت اکثر نمایاں رہی۔

نوجوانوں کے پروگرام: نوجوانوں کے پروگرام جیسے نوجوانوں کی کانفرنسوں، قیادت کے کیمپوں اور تبادلے کے پروگراموں کو فروغ دیا گیا تاکہ سارک

ممالک کے نوجوان ایک دوسرے سے جڑیں، تبادلہ خیالات کریں اور مشترکہ چیلنجز پر مل کر کام کریں۔ جنوبی ایشیائی یوتھ کانفرنس (SAYC) میں پاکستانی نوجوان بھرپور شرکت کرتے رہے۔

سیاحت کا فروغ: علاقائی سیاحت کو فروغ دینے کے لیے سارک ممالک کے ثقافتی اور سیاحتی مقامات کو اجاگر کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مشترکہ سیاحتی اقدامات اور علاقائی سفر پیکیجز متعارف کرائے گئے تاکہ اندرون خطہ سفر کو فروغ دیا جاسکے۔ پاکستان ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن (PTDC) کی پروموشنل کیمپینز جیسے اقدامات ہمسایہ سارک ممالک سے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں بہت حد تک کامیاب رہے۔

v۔ تنازعات کا حل اور امن کا قیام

پاکستان جنوبی ایشیا میں امن، استحکام اور سلامتی کو فروغ دینے کے لیے تنازعات کے حل اور قیام امن کی کوششوں میں پُرعزم ہے۔ ملک اس نوعیت کی سرگرمیوں کی بھرپور حمایت کرتا ہے جو تنازعات کے حل، سلامتی کے چیلنجز سے نمٹنے اور سارک رکن ممالک کے درمیان مکالمہ اور مفاہمت کو فروغ دینے کے لیے کی جاتی ہیں۔ امن کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کے ذریعے پاکستان خطے میں تعاون اور اشتراک کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پاکستان نے افغان حکومت اور طالبان کے درمیان امن بات چیت کی سہولت فراہم کرنے میں تعمیری کردار ادا کیا ہے جو افغانستان میں تنازعے کے پرامن حل کے لیے کی جانے والی کوششوں کا حصہ ہے۔ افغانستان کے امن عمل میں پاکستان کی شمولیت اس کے جنوبی ایشیا میں علاقائی استحکام اور سلامتی کے لیے عزم کو اجاگر کرتی ہے۔

پاکستان کا او آئی سی کے ذریعے مسلم دنیا میں مسائل کے حل میں کردار

تنظیم تعاون اسلامی (OIC) 25 ستمبر 1969 کو قائم کی گئی تھی۔ یہ تنظیم یروشلم میں مسجد الاقصیٰ پر آتشزنی کے حملے کے بعد قائم ہوئی جس کے نتیجے میں مراکش کے شہر رباط میں ایک سربراہی اجلاس منعقد کیا گیا جہاں او آئی سی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ او آئی سی کا قیام رکن ممالک کے درمیان یکجہتی اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا کے مفادات کا تحفظ کرنا بھی اس کے مقاصد میں شامل تھا۔ پاکستان 1969 میں رباط سربراہی اجلاس کے دوران تنظیم تعاون اسلامی (OIC) کا رکن بنا تھا۔ اس کے بعد سے پاکستان نے او آئی سی کی سرگرمیوں اور منصوبوں میں بھرپور حصہ لیا ہے جو مسلم دنیا کے سیاسی، اقتصادی، اور سماجی چیلنجز کو حل کرنے کی کوششیں ہیں۔ پاکستان او آئی سی کے اہم رکن کی حیثیت سے مسلم دنیا کو درپیش مختلف چیلنجز کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کر تا رہا ہے۔ او آئی سی میں سفارتی کوششوں کے ذریعے پاکستان نے مسلم اکثریتی ممالک کو متاثر کرنے والے مسائل کے حل کے لیے یکجہتی کو فروغ دیا ہے اور مسلم دنیا کے مسائل کے حل کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں۔

1۔ فلسطینی حقوق کی حمایت

مسلم دنیا کا ایک اہم مسئلہ فلسطینی-اسرائیلی تنازعہ ہے۔ پاکستان او آئی سی کے اندر فلسطینی حقوق کے لیے بھرپور طریقے سے حمایت کرتا رہا ہے۔ پاکستان فلسطینی-اسرائیلی تنازعہ کے منصفانہ حل کی حمایت کرتا ہے جو بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بنیاد پر ہو۔ پاکستان کا 1974 کے اسلامی سربراہی اجلاس میں "لاہور اعلامیہ" کی منظوری میں اہم کردار اس کی اس مسئلے پر پختہ وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس اعلامیے نے فلسطینی خود مختاری کی حمایت کی اور اسرائیلی قبضے اور جارحیت کی مذمت کی گئی۔

اکتوبر 2023 میں غزہ میں فلسطینیوں کے بے گناہ قتل عام اور تشدد کی نئی لہر کے بعد پاکستان نے گہری تشویش کا اظہار کیا اور یہ نشاندہی کی کہ جاری تشدد غیر قانونی ریاست اسرائیل کے غیر قانونی قبضے، جارحیت اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا براہ راست نتیجہ ہے۔ پاکستان کا سرکاری موقف اس بات سے ہم آہنگ ہے کہ اسرائیل کو ایک ریاست کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ دہائیوں سے پاکستان نے ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کی بات کی ہے جس کا دارالحکومت یروشلم ہو۔

2۔ مسئلہ کشمیر کی حمایت

پاکستان نے او آئی سی میں کشمیر کے مسئلے کو بھر پور انداز میں اٹھایا ہے اور کشمیری عوام کے حقوق کے لیے سفارتی حمایت طلب کی ہے۔ پاکستان تنازعہ کشمیر کے پر امن حل کی ضرورت پر زور دیتا ہے جو اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق ہو۔ 2020 میں نیامے، نائیجر میں او آئی سی کے وزرائے خارجہ کونسل کے سینتالیسویں اجلاس میں پاکستان کے وزیر خارجہ نے کشمیر کے مسئلے کو عالمی فورمز بشمول او آئی سی پر اٹھانے کے عزم کا اعادہ کیا اور تنازعے کے منصفانہ اور پر امن حل کی کوششوں کو جاری رکھنے کی بات کی۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (UNSC) کشمیر کے تنازعے پر غور کرتی ہے اور اس پر 1947 سے اب تک 16 قراردادیں منظور کر چکی ہے۔ اگست 2019 میں بھارت کے آرٹیکل 370 اور آرٹیکل 35 (اے) کو منسوخ کرنے کے بعد جس سے جموں و کشمیر کی خود مختار حیثیت ختم ہو گئی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مداخلت اور بھارت اور پاکستان میں اقوام متحدہ کے فوجی نگران گروپ (UNMOGIP) کا کردار اس مسئلے کی جاری اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ نگران گروپ جموں و کشمیر میں جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کی نگرانی کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سلامتی کونسل کو صورتحال سے باخبر رکھا جائے۔ یہ سرگرمیاں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ کشمیر کے تنازعے پر سلامتی کونسل کی مسلسل توجہ جاری ہے اور اس کے غیر متعلق ہونے کے تاثر کو مسترد کرتی ہیں۔

بھارت کی طرف سے کشمیر کی خود مختار حیثیت کو یکطرفہ طور پر منسوخ کرنے کے سنگین اثرات مرتب ہوئے ہیں جو خصوصاً جموں و کشمیر میں بسنے والے کشمیریوں پر پڑے ہیں۔ اس سے علاقے میں حکومتی، سیکیورٹی اور سیاسی اقدامات میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ کشمیریوں نے فوجی موجودگی میں اضافے، نقل و حرکت پر پابندیوں، مواصلاتی بلیک آؤٹ اور اپنے سیاسی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اس منسوخی نے بھارت کی فاشسٹ حکومت کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور کشمیر کے بین الاقوامی قانون کے تحت حیثیت کے بارے میں بین الاقوامی تشویش میں بھی اضافہ کیا ہے۔

3۔ دہشت گردی کے خلاف تعاون

پاکستان او آئی سی کے رکن ممالک کے درمیان تعاون کو فروغ دینے میں بھر پور کردار ادا کر تا رہا ہے تاکہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مقابلہ کیا جاسکے۔ دہشت گردی کے ذریعہ پیدا ہونے والے مشترکہ خطرے کے مدنظر پاکستان نے دہشت گردی کی جڑوں کے خاتمے کے لیے مشترکہ کوششوں کی ہمیشہ حمایت کی ہے اور انٹیلی جنس کے تبادلے کو بڑھانے اور دہشت گردی کے خلاف اقدامات کو مضبوط بنانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان نے کچھ اہم فوجی آپریشنز کیے ہیں جن میں آپریشن اینڈورنگ فریڈم (2001-2002) آپریشن المیزان (2002-2006) آپریشن زلزل (2008) آپریشن شیر دل، راہ حق اور راہ راست (2007-2009) اور آپریشن راہ نجات (2009-2010) شامل ہیں۔ تاہم ان فوجی آپریشنز کا پاکستان کی سیکیورٹی پر ایک گہرا اثر ہوا اور اس دوران متعدد دہشت گردی کے واقعات پیش آئے۔ پاکستان نے او آئی سی کے اجلاسوں اور کانفرنسوں میں مؤثر طور پر حصہ لیا ہے، جو دہشت

گردی کے خلاف تعاون پر مرکوز تھے جن میں 2017 میں اسلام آباد میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے لیے ترقیاتی او آئی سی سربراہی اجلاس شامل ہے۔ پاکستان نے اس بات پر زور دیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔

4۔ انسانیت کے لیے امدادی کوششیں

پاکستان نے او آئی سی کے پلیٹ فارم کے ذریعے مسلم دنیا میں انسانیت کی مدد اور امدادی کوششوں میں حصہ لیا ہے۔ پاکستان نے قدرتی آفات، تنازعات اور انسانی بحرانوں کا سامنا کرنے والے او آئی سی کے رکن ممالک کو امداد فراہم کی ہے جس میں خوراک، طبی امداد اور امدادی سامان کی فراہمی شامل ہے۔ 2021 میں پاکستان نے بنگلہ دیش میں روہنگیا پناہ گزینوں کو او آئی سی کے انسانیت کی مدد پروگرام کے ذریعے امدادی سامان بھیجا۔

5۔ بین المذاہب مکالمہ اور رواداری کو فروغ دینا

پاکستان او آئی سی کے ذریعے مسلم دنیا میں بین المذاہب مکالمے، مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کا حامی ہے۔ پاکستان نے اسلام آباد میں 2019 میں بین المذاہب مکالمے پر ایک عالمی سیرت کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں علماء، مذہبی رہنما اور پالیسی سازوں نے امن، ہم آہنگی اور باہمی احترام کے فروغ کے طریقوں پر تبادلہ خیال کیا۔

پاکستان کے برطانیہ اور دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تعلقات

پاکستان برطانیہ اور دیگر دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تاریخی، ثقافتی اور سفارتی تعلقات رکھتا ہے جو ان کے مشترکہ نو آبادیاتی ماضی اور دولتِ مشترکہ کی رکنیت کی بنیاد پر قائم ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان تعلقات میں تبدیلی آئی ہے۔ ان میں تجارت، دفاع، تعلیم اور ثقافتی تبادلوں جیسے مختلف شعبوں میں تعاون شامل ہے۔ یہاں پاکستان کے برطانیہ اور دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اہم ترقیاتی شراکت داریوں اور اقدامات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

الف) تاریخی سیاق و سباق

پاکستان کا برطانیہ کے ساتھ تعلق 1947 میں آزادی کے بعد شروع ہوا۔ ایک سابقہ برطانوی کالونی کے طور پر پاکستان نے برطانوی حکمرانی سے اپنے انتظامی، قانونی اور تعلیمی نظاموں کے کئی پہلو ورثے میں حاصل کیے۔ دونوں ممالک کے تعلقات تاریخی روابط، تارکین وطن کی کمیونٹیز اور تجارت، دفاع اور تعلیم جیسے شعبوں میں مشترکہ مفادات سے متاثر ہوئے ہیں۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں آل انڈیا مسلم لیگ نے پاکستان کی برطانوی حکمرانی سے آزادی کی جدوجہد میں اہم کردار ادا کیا۔ 1947 میں برطانوی ہندوستان کی تقسیم کے نتیجے میں پاکستان ایک علیحدہ مسلم اکثریتی ریاست کے طور پر قائم ہوا۔

ب۔ برطانیہ کے ساتھ دوطرفہ تعلقات

پاکستان کے برطانیہ کے ساتھ دوطرفہ تعلقات آزادی کے بعد سے قائم ہوئے ہیں۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کے دارالحکومتوں میں سفارتی مشن رکھتے ہیں اور مختلف شعبوں میں باقاعدہ اعلیٰ سطحی تبادلے، بات چیت اور تعاون میں مصروف ہیں، جن میں تجارت، سرمایہ کاری، دفاع، تعلیم اور ثقافت شامل ہیں۔

2019 میں وزیر اعظم پاکستان نے برطانیہ کا دورہ کیا اور برطانوی رہنماؤں سے ملاقات کی تاکہ دوطرفہ تعلقات، تجارتی مواقع اور مشترکہ مفادات جیسے دہشت گردی کے خلاف جنگ اور ماحولیاتی تبدیلی پر تعاون پر بات چیت کی جاسکے۔

ج) اقتصادی تعاون اور تجارت

پاکستان اور برطانیہ کے درمیان گہرے اقتصادی تعلقات ہیں۔ تجارت اور سرمایہ کاری ان تعلقات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ برطانیہ پاکستان کے بڑے تجارتی شراکت داروں میں سے ایک ہے اور غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ دونوں ممالک نے تجارت کے معاہدوں، کاروباری فورمز اور سرمایہ کاری کے فروغ کے اقدامات کے ذریعے دوطرفہ تجارت اور سرمایہ کاری بڑھانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ 2018 میں شروع ہونے والا پاکستان-برطانیہ تجارتی اور سرمایہ کاری روڈمیپ دونوں ممالک کے درمیان اقتصادی تعلقات کو مضبوط کرنے اور تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کا عزم رکھتا ہے۔ یہ روڈمیپ تعاون کے لیے اہم شعبوں کی نشاندہی کرتا ہے، جن میں زراعت، صحت کی دیکھ بھال، تعلیم اور بنیادی ڈھانچہ شامل ہیں۔

د) دفاع اور سلامتی کے تعاون

پاکستان اور برطانیہ کے درمیان دفاع اور سلامتی کے شعبے میں تعاون کی ایک طویل تاریخ ہے جس میں تربیت، فوجی تبادلے اور دفاعی سازوسامان کی فروخت شامل ہے۔ دونوں ممالک مشترکہ فوجی مفادات جیسے دہشت گردی کے خلاف جنگ، سمندری سلامتی اور امن کے قیام کی کارروائیوں میں باہمی تعاون کرتے ہیں۔ دونوں ممالک دہشت گردی کے خلاف مشترکہ اقدامات، انٹیلی جنس کا تبادلہ اور مشترکہ سلامتی خطرات سے نمٹنے کے لیے صلاحیت سازی کی کوششوں میں بھی تعاون کرتے ہیں۔

ہ) دولت مشترکہ میں شرکت

پاکستان دولت مشترکہ کے رکن ممالک میں شامل ہے جو 54 ممالک کا ایک رضاکارانہ گروپ ہے جن میں زیادہ تر سابقہ برطانوی نوآبادیات شامل ہیں۔ دولت مشترکہ رکن ممالک کے درمیان تعاون اور مکالمے کو فروغ دیتا ہے جن میں جمہوریت، انسانی حقوق، حکمرانی، تجارت اور ترقی جیسے شعبے شامل ہیں۔ پاکستان نے 2018 میں لندن میں دولت مشترکہ سربراہی اجلاس (CHOGM) میں بھرپور شرکت کی، جس کا مقصد دولت مشترکہ کے رکن ممالک کے درمیان مکالمے، تعاون اور ترقی کو فروغ دینا تھا۔ پاکستان کی دولت مشترکہ کے ساتھ شراکت داری اس کے مشترکہ اقدار اور اصولوں جیسے جمہوریت، قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کے لیے عزم کو ظاہر کرتی ہے۔

و) تعلیمی اور ثقافتی تبادلے

پاکستان اور برطانیہ تعلیمی اور ثقافتی تبادلوں کو فروغ دیتے ہیں تاکہ باہمی سمجھ بوجھ، تعلیمی تعاون اور ثقافتی سفارتکاری کو بڑھایا جاسکے۔ تعلیمی وظائف، تبادلہ پروگراموں اور ثقافتی اقدامات کے ذریعے دونوں ممالک طلبہ، اساتذہ، فنکاروں اور پیشہ ور افراد کے درمیان تعلیمی اور ثقافتی تبادلے کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ شیوننگ اسکالرشپ پروگرام جو برطانوی حکومت کی جانب سے فنڈ کیا جاتا ہے پاکستانی طلبہ اور پیشہ ور افراد کو برطانیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے

مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح، ثقافتی پروگرام، نمائشیں اور میلے جیسے کہ گلگت بلتستان میں پولو میچز ثقافتی تبادلوں کو فروغ دیتے ہیں اور پاکستان اور برطانیہ کے شاندار ورثے اور تنوع کو اجاگر کرتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

2021 کی مردم شماری کے مطابق انگلینڈ اور ویلز میں پاکستانیوں کی تعداد 1,587,819 ہے جو کہ آبادی کا 2.7% ہے۔

پاکستان کے دولت مشترکہ کے ممالک کے ساتھ تعلقات

پاکستان نے 1947 میں آزادی کے بعد دولت مشترکہ کی رکنیت برقرار رکھی، اپنی حکومت قائم کی اور شاہ برطانیہ کو ریاست کے علامتی سربراہ کے طور پر تسلیم کیا۔ 1956 میں پاکستان نے جمہوریت کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے نتیجے میں برطانوی بادشاہ کا حکومتی معاملات میں کوئی اثر ورسوخ باقی نہیں رہا۔ اس تبدیلی کے باوجود، پاکستان نے دولت مشترکہ کی رکنیت برقرار رکھی جو اسے اہم سیاسی اور اقتصادی مدد فراہم کرتا رہا۔ 1950 میں کولمبو میں ہونے والے دولت مشترکہ کے سربراہی اجلاس میں "کولمبو پلان" کا قیام پاکستان کی مدد کے لیے کیا گیا تھا۔ اس میں سوئی گیس کے منصوبے کے لیے ایک ملین پاؤنڈز مختص کیے گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ دولت مشترکہ کے ترقی یافتہ ممالک جیسے کینیڈا نے ریلوے کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے 40 ملین ڈالر کی اضافی امداد فراہم کی۔

تاہم پاکستان کے دولت مشترکہ کے ساتھ تعلقات میں کشیدگیاں بھی رہی ہیں۔ دولت مشترکہ کا پاکستان کی حمایت خاص طور پر حساس جغرافیائی مسائل جیسے کشمیر کے تنازعہ پر کبھی کبھی غیر مستقل رہا ہے اور اکثر پاکستانی توقعات سے کم رہا ہے۔ اسی طرح کچھ مواقع پر پاکستان نے برطانیہ کی عالمی مسائل پر پوزیشن کی مکمل حمایت نہیں کی۔ یہ سب پاکستان کے دولت مشترکہ کے اندر سفارتی تعلقات کی پیچیدگیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

مسئلہ کشمیر کے حل میں اقوام متحدہ کی ناکامی

کشمیر کا مسئلہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک طویل عرصے سے جاری تنازعہ ہے، دونوں ممالک اس علاقے پر مکمل دعویٰ کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ (UN) کی کوششوں کے باوجود اس تنازعہ کا مستقل حل ابھی تک نہیں نکل سکا ہے۔ یہاں ہم اقوام متحدہ کی کشمیر مسئلہ کو حل کرنے میں ناکامی کے اسباب اور اس کے حل میں پیشرفت میں رکاوٹ بننے والے اہم عوامل پر روشنی ڈالیں گے۔

الف۔ قوت نافذہ نظام کی کمی

اقوام متحدہ کی مسئلہ کشمیر کو حل کرنے میں ناکامی کی سب سے بڑی وجہ اس کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لیے موثر میکانزم کی کمی ہے۔ جب کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کشمیر میں رائے شماری کے لیے قراردادیں منظور کیں تاکہ اس کے مستقبل کی حیثیت کا فیصلہ کیا جاسکے ان قراردادوں میں نافذ کرنے کے لیے کوئی مضبوط اقدامات نہیں تھے جس کی وجہ سے بھارت اور پاکستان کو ان پر عمل کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے 21 اپریل 1948 کو قرارداد 47 منظور کی جس میں جموں وکشمیر میں رائے شماری کا مطالبہ کیا گیا تاکہ علاقے کے لوگ فیصلہ کریں کہ وہ بھارت یا پاکستان میں کس کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تاہم بھارت نے کشمیر میں پرامن حالات قائم کرنے میں ناکامی کا مظاہرہ کیا جو اقوام متحدہ کی قرارداد کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔

ب) بھارت کی دو طرفہ طریقہ کار کی ترجیح

بھارت مسئلہ کشمیر کے کے حل میں بین الاقوامی مداخلت کا مخالف ہے اور پاکستان کے ساتھ تنازعات کے حل کے لیے دو طرفہ طریقہ کار کا حامی ہے۔ بھارت کا کہنا ہے کہ 1972 کا شملہ معاہدہ کشمیر سمیت دیگر مسائل کے حل کے لیے دونوں ممالک کے درمیان براہ راست مذاکرات کے ذریعے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے جس میں تیسری پارٹی کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ 1971 کی پاک بھارت جنگ کے بعد بھارت اور پاکستان نے شملہ معاہدہ پر دستخط کیے، جس میں اختلافات کو دو طرفہ بات چیت کے ذریعے حل کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا تاہم بھارت نے بلتورو رِج پر قبضہ کر کے جو کہ قراقرم رینج کا حصہ ہے سیاچن گلیشیر پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے شملہ معاہدے کی شرائط کو نظر انداز کیا جس سے اس کی غیر سنجیدگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بھارت کشمیر کے تنازعے کے حل کے لیے تاخیری ہتھکنڈے استعمال کر کے دو طرفہ اعتماد کو کمزور کر رہا ہے۔

ج) علاقائی جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات

کشمیر کا مسئلہ وسیع تر جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات سے جڑا ہوا ہے جس میں بھارت اور پاکستان کے جغرافیائی مفادات اور رقابتیں شامل ہیں۔ دونوں ممالک کشمیر کو اپنے جغرافیائی مفادات کی بنا پر اہم سمجھتے ہیں جیسے کہ قومی سلامتی، پانی کے وسائل اور علاقائی سالمیت جس کی وجہ سے اقوام متحدہ کی زیرِ نگرانی مذاکرات کے ذریعے متفقہ حل تلاش کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ بھارت کا کشمیر پر کنٹرول اسے اس علاقے کے دریاؤں سے پانی کے وسائل تک رسائی فراہم کرتا ہے جیسے کہ دریائے سندھ اور جہلم۔ دوسری جانب پاکستان کشمیر کو اپنی سلامتی اور اسٹریٹجک مفادات کے لیے ضروری سمجھتا ہے کیونکہ یہ بھارت کی سرحد کے قریب واقع ہے اور علاقے میں بدامنی پاکستان کے علاقے میں پھیل سکتی ہے۔

د) کشیدگی میں اضافہ اور تنازعہ

بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی میں اضافہ اور وقتاً فوقتاً تشدد کے واقعات نے کشمیر کے مسئلے کو اقوام متحدہ کی زیرِ نگرانی حل کرنے کی کوششوں کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ سرحد پار جھڑپیں، شدت پسند حملے اور فوجی تصادم دونوں ممالک کے درمیان عدم اعتماد اور دشمنی کو ہوا دیتے ہیں جس سے نتیجہ خیز مذاکرات اور بات چیت میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ 1999 میں پاکستان اور بھارت کے درمیان کارگل جنگ نے بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی میں نمایاں اضافہ کیا۔ اس جنگ نے دونوں ممالک کے درمیان اعتماد سازی کی کوششوں کو نقصان پہنچایا جس سے اقوام متحدہ کی زیرِ نگرانی امن کے قیام کے امکانات کم ہو گئے۔

ہ) عالمی تعلقات میں تبدیلی

عالمی تعلقات میں بدلتی ہوئی صورت حال اور عالمی ترجیحات نے بھی اقوام متحدہ کی کشمیر کے مسئلے کو مؤثر طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت پر اثر ڈالا ہے۔ دنیا بھر میں مختلف بحرانوں اور تنازعات کے باعث کشمیر کا مسئلہ پس منظر میں چلا گیا ہے جس سے اقوام متحدہ اور بین الاقوامی کمیونٹی کی اس جانب توجہ کم ہوئی ہے۔ 11 ستمبر 2001 کے حملوں کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ پر زور اور مشرق وسطیٰ اور دیگر علاقوں میں نئے سلامتی خطرات کے ابھرنے کے ساتھ کشمیر جیسے دیرینہ تنازعات پر عالمی توجہ کم ہوئی ہے۔

مختصر یہ کہ اقوام متحدہ کی کشمیر مسئلہ کو حل کرنے میں ناکامی کی کئی وجوہات ہیں جن میں نافذ کرنے کے نظام کی کمی، بھارت کا دو طرفہ طریقہ کار کو ترجیح

دینا، علاقائی جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات، کشیدگی میں اضافہ اور عالمی تعلقات میں تبدیلی شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کیمتعدد قراردادوں اور ثالثی کی کوششوں کے باوجود کشمیر کا تنازعہ حل طلب ہے اور بھارت اور پاکستان دونوں اس مسئلے پر مضبوط موقف اپنائے ہوئے ہیں۔

فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے میں اقوام متحدہ کی ناکامی

فلسطین کا مسئلہ اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے درمیان ایک قدیم تنازعہ ہے جس میں تشدد، گھروں سے بے دخلی اور دیگر کئی گہرے مسائل شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کی متعدد قراردادوں اور ثالثی کی کوششوں کے باوجود، فلسطین-اسرائیل تنازعہ کا کوئی مستقل حل اب تک نہیں نکل سکا ہے۔ اقوام متحدہ کی ناکامی کے اسباب میں وہ اہم عوامل شامل ہیں جنہوں نے ایک پُر امن حل کی طرف پیشرفت کو روکا ہے۔

الف) نافذ کرنے کے نظام کی کمی

فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے میں اقوام متحدہ کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ اس کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لیے موٴثر طریقہ کار کی کمی ہے۔ جب کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل نے اسرائیلی کارروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے ایک پُر امن حل کے لیے متعدد قراردادیں منظور کی ہیں۔ ان قراردادوں میں عمل درآمد کی طاقت کا فقدان ہے جو ان کے عملی اثرات کو محدود کر دیتا ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 181 جو 29 نومبر 1947 کو منظور کی گئی جس میں فلسطین کی تقسیم کا مطالبہ کیا گیا تھا تاکہ یہ ایک یہودی اور عرب ریاست میں تقسیم ہو اور یروشلم کو ایک بین الاقوامی شہر بنایا جائے۔ تاہم اس قرارداد کو مختلف فریقوں کی مخالفت کے باعث نافذ نہیں کیا جا سکا جس کے نتیجے میں 1948 میں عرب-اسرائیل جنگ کا آغاز ہوا۔

ب) بڑی طاقتوں کی سیاست کا کردار

بڑی طاقتوں کی سیاست، خاص طور پر امریکہ کا اثر و رسوخ، فلسطین-اسرائیل تنازعہ کے حل اور اقوام متحدہ کی کارروائیوں پر اثرانداز ہونے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سلامتی کونسل کے ویٹو طاقت رکھنے والے رکن امریکہ نے اکثر اسرائیل کو تنقید اور سزاؤں سے بچایا ہے جس سے اسرائیل کو اس کی کارروائیوں کا جوابدہ بنانے کی کوششوں میں رکاوٹ آئی ہے۔ امریکہ کی جانب سے اسرائیل کی پالیسیوں اور کارروائیوں کے خلاف ویٹو کی گئی قراردادوں میں فلسطینی شہریوں

اساتذہ کے لیے نوٹ: طلباء کو دو ریاستی حل کے بارے میں آگاہ کریں

دو ریاستی حل، اسرائیلی-فلسطینی تنازعہ کو حل کرنے کے لیے ایک مجوزہ فریم ورک تھا جس میں دو اقوام کے لیے دو ریاستوں کا قیام تجویز کیا گیا: اسرائیل یہودیوں کے لیے اور فلسطین فلسطینیوں کے لیے۔ 1993 میں اسرائیلی حکومت اور فلسطینی آزادی تنظیم (PLO) نے اوسلو معاہدوں کے حصے کے طور پر دو ریاستی حل کو نافذ کرنے کے منصوبے پر اتفاق کیا، جس کے نتیجے میں فلسطینی اتھارٹی (PA) کا قیام عمل میں آیا۔

کلاس میں بحث کرائیں جس کے لیے درج ذیل سوالات دیے جائیں:

1. اسرائیلی-فلسطینی تنازعہ کو حل کرنے کے لیے تجویز کردہ دو ریاستی حل کا جائزہ لیں۔ 1993 کے اوسلو معاہدوں اور فلسطینی اتھارٹی کے قیام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، اس بات پر بحث کریں کہ کیا یہ طریقہ صحیح تھا اور کیا اقوام متحدہ کو اسے فوراً نافذ کرنا چاہیے۔

2. کیا آپ کو لگتا ہے کہ فلسطین-اسرائیل تنازعہ کے لیے کوئی بہتر متبادل حل موجود ہے؟ اپنے موقف اور دلائل کی وضاحت کریں۔

کے تحفظ کے لیے قرارداد اور اسرائیلی آبادکاریوں کی مذمت کی قراردادیں شامل ہیں۔ اس ویٹو طاقت نے اقوام متحدہ کی صلاحیت کو مفلوج کر دیا ہے کہ وہ اس تنازعے کی جڑوں سے نمٹنے کے لیے مؤثر اقدامات کر سکے۔ امریکہ کی جانب سے اسرائیل کو اسلحہ کی مسلسل فراہمی نے فلسطینیوں کے خلاف تشدد کو بڑھادیا ہے، جس سے تنازعہ ایک غیر متناسب جنگ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ مزید برآں اسرائیل کو ہر چیز سے استثنیٰ حاصل ہے جس سے اسرائیلی حکومت کو فلسطین میں اپنے جرائم بڑھانے کی اجازت مل گئی ہے۔ غزہ اور مغربی کنارے میں انسانیت کے خلاف جرائم اور جاری نسل کشی اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسرائیل بین الاقوامی قانون کی کھلی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

ج) علاقائی جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات

فلسطین کا مسئلہ وسیع تر جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات سے جڑا ہوا ہے جس میں اسرائیل، عرب ممالک اور ایران کے مفادات اور رقابتیں شامل ہیں۔ علاقائی تنازعات، نظریاتی اختلافات اور سلامتی کے خدشات، اقوام متحدہ کی ثالثی سے تنازعہ کے حل کی کوششوں کو پیچیدہ بنا چکے ہیں۔ عرب-اسرائیل جنگوں جیسے کہ 1967 کی چھ روزہ جنگ اور 1973 کی یوم کپور جنگ نے علاقائی صورتحال کی تشکیل کی اور فلسطین-اسرائیل تنازعہ پر گہرا اثر ڈالا۔ ان جنگوں نے باہمی عدم اعتماد کو بڑھایا، وقتاً فوقتاً کشیدگیاں بڑھائیں اور پرامن بقائے باہمی اور مفاہمت کے امکانات کو کم کیا۔

د) اسرائیلی آبادکاریوں کا پھیلاؤ

اسرائیل کی آبادکاریوں کا پھیلاؤ جو مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جاری ہے، فلسطین کے مسئلے کے حل میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مشرقی یروشلم اور مغربی کنارے میں اسرائیلی آبادکاریوں کی تعمیر گزشتہ دہائیوں میں تیز ہو چکی ہے حالانکہ بین الاقوامی برادری نے ان آبادکاریوں کی مذمت کی ہے اور آبادکاری کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کی اپیل کی ہے۔ آبادکاریوں کا پھیلاؤ فلسطینی علاقوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر رہا ہے، فلسطینی ریاست کے امکانات کو کم کر رہا ہے اور فریقین کے درمیان اختلافات کو بڑھا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 2334 جو دسمبر 2016 میں منظور کی گئی، مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں غیر قانونی اسرائیلی آبادکاریوں کو روکنے کے متعلق ہے۔ تاہم آبادکاریوں کے پھیلاؤ نے کشیدگیاں بڑھائیں، فلسطینی عوام کو بے گھر کیا اور اقوام متحدہ کے تصور کردہ دو ریاستوں کے حل کے امکانات کو نقصان پہنچایا۔

ہ) فلسطینی قیادت کی تقسیم

فلسطینی سیاسی قیادت کی تقسیم اور فلسطینی جماعتوں کے درمیان اتحاد کی کمی نے فلسطینی مذاکراتی موقف کو کمزور کیا اور تنازعہ کے حل کے لیے ایک متحدہ نقطہ نظر کو اختیار کرنے کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالی۔ داخلی اختلافات، طاقت کی جدوجہد اور حکومتی چیلنجز نے فلسطینی قیادت کی اقوام متحدہ کے ساتھ تعامل اور فلسطینی مسئلے کو آگے بڑھانے کی صلاحیت کو کمزور کیا۔ اس وقت الفتح اور حماس سیاسی رقابت کے باعث مغربی کنارے اور غزہ میں قانونی حیثیت اور اختیار کے دعوے دار ہیں جس سے اسرائیل کے ساتھ مذاکرات اور بین الاقوامی برادری کے ساتھ روابط میں مشکلات پیدا ہوئیں۔ فلسطینیوں کے درمیان کمزور قیادت اور داخلی یکجہتی کی کمی نے تنازعہ کے حل کے لیے مذاکراتی تصفیے کے امکانات کو کمزور کیا ہے۔

مجموعی طور پر اقوام متحدہ کی فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے میں ناکامی کی کئی وجوہات ہیں جن میں نافذ کرنے کے نظام کی کمی، بڑی طاقتوں کی سیاست کا

کردار، علاقائی جغرافیائی اسٹریٹجک مفادات، اسرائیلی آبادکاریوں کا پھیلاؤ اور فلسطینی قیادت کی تقسیم شامل ہیں۔ متعدد قراردادوں اور ثالثی کی کوششوں کے باوجود، فلسطین-اسرائیل تنازعہ ابھی تک حل طلب ہے، اور گہری شکایات اور چیلنجز پر امن حل کی طرف پیشرفت کو روک رہے ہیں۔ مستقبل میں عالمی برادری کی طرف سے اقوام متحدہ سمیت تنازعہ کی تمام جڑوں کو حل کرنے، بین الاقوامی قانون کو برقرار رکھنے اور مکالمے اور مفاہمت کو فروغ دینے کی مشترکہ کوششیں ضروری ہوں گی تاکہ فلسطین کے مسئلے کا ایک منصفانہ اور پائیدار حل حاصل کیا جاسکے۔

افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں اقوام متحدہ کو درپیش چیلنجز

افغانستان کا مسئلہ ملک میں امن، استحکام اور ترقی کو فروغ دینے کی کوششوں میں اقوام متحدہ (U N) کے لیے ایک اہم چیلنج رہا ہے۔ متعدد اقدامات اور مداخلتوں کے باوجود اقوام متحدہ کو مختلف مشکلات کا سامنا رہا ہے جو افغانستان کے مسئلے کے حل میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ ذیل میں ان رکاوٹوں اور پیچیدگیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے جو مؤثر حل کے سامنے آئی ہیں۔

1. طویل المدتی تنازعہ اور عدم استحکام

افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں اقوام متحدہ کو بڑی مشکلات کا سامنا رہا ہے خاص طور پر اس کے طویل المدتی تنازعہ اور عدم استحکام کے سبب جو کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ دسمبر 1979 میں سوویت یونین کے حملے سے شروع ہونے والا یہ تنازعہ بتدریج بے چینی کی لہر میں تبدیل ہو گیا جس میں 1990 کی دہائی میں خانہ جنگی اور 2001 میں امریکہ کی قیادت میں فوجی جارحیت شامل تھی۔ ان تنازعات نے وسیع پیمانے پر تشدد، بڑے پیمانے پر بے دخلی اور انسانیت کے بحرانوں کو جنم دیا جس کا افغانستان کی معاشرت پر گہرا اثر پڑا۔ سوویت یونین کا حملہ ایک طویل مدتی تنازعہ کی ابتدا تھا جو تقریباً دہائیوں تک جاری رہا جس کے نتیجے میں انسانوں کا شدید نقصان، زندگیوں کا ضیاع اور بنیادی ڈھانچے اور اداروں کو وسیع نقصان پہنچا۔

2. افغان معاشرت اور سیاست کی تقسیم

افغان معاشرت اور سیاست کی تقسیم اقوام متحدہ کے لیے افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ نسلی، قبائلی اور گروہی اختلافات کے ساتھ ساتھ سیاسی مفادات اور طاقت کی کشمکش نے افغانستان میں قومی یکجہتی، مفاہمت اور اتفاق رائے کے حصول کی کوششوں کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ 1992 میں سوویت حمایت یافتہ کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد افغانستان خانہ جنگی اور گروہی تنازعات کا شکار ہو گیا تھا۔ مختلف مسلح گروہ اور جماعتیں نسلی اور علاقائی بنیادوں پر ابھریں جس نے تشدد اور عدم استحکام کو بڑھا دیا اور سیاسی تصفیے کی کوششوں کو پیچیدہ کر دیا۔

3. غیر ملکی عناصر کا اثر ور سوخ

افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں غیر ملکی عناصر کا اثر ور سوخ رکاوٹ ڈالتا رہا ہے۔ افغانستان ایک میدانِ جنگ میں تبدیل ہو گیا ہے جہاں علاقائی رقابتیں اور جغرافیائی مفادات سامنے آتے ہیں۔ ہمسایہ ممالک اور بین الاقوامی عناصر مختلف افغان جماعتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ پاکستان کی طالبان مزاحمت کی حمایت جو بھارت کے اثر ور سوخ کے خلاف اور اسٹریٹجک مفادات کو محفوظ رکھنے کے لیے کی گئی باہمی کشیدگی کا ایک باعث رہی ہے۔ افغانستان کے امور میں بیرونی عناصر کی مداخلت نے عدم اعتماد، دشمنی اور پراکسی تنازعات کو بڑھا دیا ہے جو امن اور استحکام کے حصول کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔

4. طالبان اور مزاحمتی گروپوں کا عروج

افغانستان میں طالبان اور دیگر مزاحمتی گروپوں کا عروج اقوام متحدہ کے لیے افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں ایک سنگین چیلنج رہا ہے۔ طالبان کی موجودگی اور افغان حکومت کی فوج، شہریوں اور بین الاقوامی فوجیوں کے خلاف حملوں نے امن واستحکام کو کمزور کیا ہے۔ 2001 میں امریکہ کی قیادت میں افغانستان پر حملے کے بعد طالبان کا عروج ایک طویل تنازعہ کا باعث بنا جس میں غیر متناسب جنگ، خودکش بم دھماکے اور دہشت گردانہ حملے شامل ہیں۔ طالبان نے امن مذاکرات میں شرکت کی کوششوں کو مسلسل رد کیا اور افغان حکومت کو گرا دینے کے اپنے مشن پر قائم رہے۔

5. حکومتی مسائل اور کرپشن

افغان حکومتوں میں حکومتی مسائل اور کرپشن نے افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں بڑی رکاوٹ ڈالی ہے۔ کمزور ادارے، احتساب کی کمی اور وسیع پیمانے پر کرپشن نے مؤثر حکومتی ڈھانچے قائم کرنے، ضروری خدمات فراہم کرنے اور عوام کا اعتماد جیتنے میں مشکلات پیدا کی ہیں۔ افغان حکومت کی جانب سے بنیادی خدمات فراہم کرنے میں ناکامی، شکایات کے حل میں کمی اور کرپشن کے خلاف کارروائی نہ کرنا عوامی اعتماد کو کمزور کر چکا ہے جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ حکومتی اداروں میں کرپشن نے حکومت کی قانونی حیثیت اور استحکام کو کمزور کیا ہے جس سے حکومتی چیلنجز بڑھ گئے ہیں اور امن اور ترقی کی جانب پیشرفت کو رک گئی۔

اقوام متحدہ کو افغانستان کے مسئلے کو حل کرنے میں کئی مشکلات کا سامنا رہا ہے جن میں طویل تنازعہ اور عدم استحکام، افغان معاشرت اور سیاست کی تقسیم، خارجی عناصر کا اثر ورسوخ، طالبان اور مزاحمتی گروپوں کا عروج اور حکومتی مسائل اور کرپشن شامل ہیں۔ ان چیلنجز پر قابو پانے کے لیے بین الاقوامی مدد، سیاسی ارادہ اور افغان اسٹیک ہولڈرز کی طرف سے پختہ عزم کی ضرورت ہوگی تاکہ تنازعہ کو جڑ سے ختم کیا جاسکے، قومی مفاہمت کو فروغ دیا جاسکے اور افغانستان کے لیے ایک پُرامن اور خوشحال مستقبل کی تعمیر کی جاسکے۔

اگست 2021 میں طالبان کے اقتدار میں آنے کے بعد چین ان چند ممالک میں سے ایک رہا ہے جس نے افغانستان کو اس کی جغرافیائی اہمیت اور قدرتی وسائل کی وجہ سے اسٹریٹجک طور پر اہم سمجھتے ہوئے طالبان حکومت کے ساتھ تعلقات استوار کیے۔

ای سی او میں پاکستان کا کردار

1985 میں اقتصادی تعاون تنظیم (ECO) کو ایران، پاکستان اور ترکیہ نے رکن ممالک کے درمیان اقتصادی، تکنیکی اور ثقافتی تعاون کو فروغ دینے کے لیے قائم کیا تھا۔ ای سی او، علاقائی تعاون برائے ترقی (RCD) کی جانشین تنظیم ہے جو 1964 سے 1979 تک موجود رہی۔ ای سی او میں دس رکن ممالک شامل ہیں جن میں آذربائیجان، افغانستان، ایران، قازقستان، کرغزستان، پاکستان، تاجکستان، ترکیہ، ترکمانستان اور ازبکستان۔ پاکستان نے بانی رکن کی حیثیت سے یوریشیائی خطے میں رکن ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون، تجارت اور ترقی کو فروغ دینے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

1. بانی رکن اور قیادت

پاکستان نے ای سی او کے قیام اور اس کی ادارہ جاتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ ای سی او کے فیصلوں کی تشکیل، سربراہی اجلاسوں اور ورکنگ گروپوں میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے پاکستان نے تنظیم کے ایجنڈے کی تشکیل میں اپنا حصہ ڈالا۔ خاص طور پر پاکستان نے مارچ 2017 میں اسلام آباد میں 13 ویں ای سی او

سربراہی اجلاس کی میزبانی کی جہاں رہنماؤں نے اقتصادی تعاون، رابطے اور تجارت کی سہولت بڑھانے کے طریقوں پر گفتگو کی اور خطے میں یکجہتی کے لیے عزم کا اعادہ کیا۔

2. تجارت اور رابطے کا فروغ

علاقائی تعاون کے ذریعے اقتصادی ترقی کے امکانات کو پہچانتے ہوئے پاکستان نے ای سی او خطے میں تجارت، سرمایہ کاری اور رابطوں کو فروغ دیا ہے۔ پاکستان-چین اقتصادی راہداری (CPEC) جیسے اقدامات جو چین کے بیلٹ اینڈ روڈ انیشی ایٹو (BRI) کا ایک اہم منصوبہ ہے پاکستان اور چین کے درمیان رابطے اور اقتصادی تعاون کو بڑھانے کا مقصد رکھتے ہیں اور ای سی او کے رکن ممالک کے ساتھ روابط قائم کرنے میں مددگار ہیں۔ سی پیک منصوبوں میں شاہراہیں، ریلوے اور توانائی کے منصوبے شامل ہیں جن سے خطے کی تجارت اور سرمایہ کاری کو بڑھانے کی توقع ہے۔

3. توانائی کے لیے تعاون اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی

پاکستان نے ای سی او کے اندر توانائی کے تعاون اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے منصوبوں میں حصہ لیا ہے۔ پاکستان توانائی کے رابطے کو بڑھانے، قابل تجدید توانائی کے ذرائع کو فروغ دینے اور نقل و حمل و مواصلات کے لیے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے والے منصوبوں کی حمایت کرتا ہے۔ ترکمانستان-افغانستان-پاکستان-بھارت (TAPI) گیس پائپ لائن منصوبہ جس کی ای سی او کے رکن ممالک حمایت کرتے ہیں ترکمانستان سے جنوبی ایشیا کے توانائی سے محروم ممالک اور پاکستان تک قدرتی گیس کی ترسیل کا ذریعہ ہے۔ TAPI پائپ لائن مکمل ہونے پر توانائی کی سلامتی بڑھے گی، اقتصادی ترقی کو فروغ ملے گا اور علاقائی تعاون میں اضافہ ہوگا۔

4. ثقافتی اور تعلیمی تبادلے

پاکستان نے ای سی او خطے میں باہمی سمجھ بوجھ، عوامی رابطوں اور ثقافتی سفارتکاری کو فروغ دینے کے لیے ثقافتی اور تعلیمی تبادلے کو بڑھایا ہے۔ پاکستان نے ایران کے دارالحکومت تہران میں قائم ای سی او ثقافتی ادارہ کی تنظیم کے تحت تقریبات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ ان تقریبات کے ذریعے پاکستان اپنے شاندار ورثے اور تنوع کو اجاگر کرتا ہے جو ای سی او کے رکن ممالک کے درمیان ثقافتی تعاون میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ای سی او کے مستقبل کے امکانات بطور فعال علاقائی تنظیم

ای سی او وژن 2025

ای سی او وژن 2025 کو 28 فروری 2017 کو اسلام آباد، پاکستان میں ای سی او کونسل آف منسٹرز (COM) کے 22 ویں اجلاس کے دوران اپنایا گیا تھا۔ یہ ایک جامع دستاویز ہے جس میں نفاذ کا فریم ورک بھی شامل ہے۔

وژن کا بیانیہ

"ای سی او ایک ایسے خطے کے لیے راہ ہموار کرے گا جو مربوط اور پائیدار معیشتوں کے ساتھ ساتھ آزاد تجارتی علاقے پر مشتمل ہوگا جس کا حصول مزید تعاون

کی مدد سے اعلیٰ تعلیم یافتہ معاشروں اور بہتر گورننس کے ذریعے کیا جائے گا۔"

بنیادی اصول اور تعاون کے شعبے

"ای سی او وژن 2025" درج ذیل بنیادی اصولوں پر مبنی ہے:

1. پائیداری
2. یکجہتی
3. بہتر حکمرانی

یہ وژن چھ اہم ترجیحی تعاون کے شعبوں پر مرکوز ہے: تجارت، نقل و حمل اور رابطے، توانائی، سیاحت، اقتصادی ترقی اور پیداوار اور سماجی بہبود اور ماحولیات۔ تعاون کے ہر شعبے میں حکمت عملی کے مقاصد شامل ہیں جو وسیع اہداف کو بیان کرتے ہیں۔ ایک پالیسی جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ حکمت عملی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک سازگار ماحول کیسے حاصل کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ متوقع نتائج جن میں اٹھائے جانے والے اقدامات اور وہ متغیرات شامل ہیں جو وژن کی عملداری کی پیمائش کے لیے استعمال ہوں گے۔ "ای سی او وژن 2025" اقتصادی تعاون تنظیم کے لیے ایک اہم سنگ میل ہے جس کا مقصد تعاون کے ذریعے معیشتوں کو مربوط اور پائیدار بنانا ہے۔ اس کے واضح وژن بیان، پائیداری، یکجہتی اور سازگار ماحول کے بنیادی اصولوں اور ترجیحی تعاون کے چھے شعبوں کے ساتھ یہ وژن علاقائی ترقی کے لیے ایک جامع فریم ورک مرتب کرتا ہے۔ ہر شعبے میں مقاصد، پالیسی اور متوقع نتائج طریقہ فراہم کرتے ہیں تاکہ وژن کے اہداف کو حاصل کیا جا سکے اور مربوط اور پائیدار معیشتوں کے خطے کے لیے پیمائش کے قابل پیشرفت کو یقینی بنایا جا سکے۔

بات چیت کا وقت (مکمل کلاس کی بحث)

اقوام متحدہ (UN) دوسری عالمی جنگ کے بعد قائم کیا گیا تھا تاکہ عالمی سفارتکاری کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا جاسکے اور ممالک کے درمیان مکالمہ اور تعاون کے ذریعے تنازعات کو روکا جاسکے۔ تاہم اس کی مؤثریت پر تنظیمی مسائل اور عالمی نظریات کے فرق کی وجہ سے تنقید کی گئی ہے۔ ایک تنقید یہ ہے کہ اقوام متحدہ تمام ممالک اور ان کے رہنماؤں کو اخلاقی طور پر مساوی سمجھتا ہے جس کے نتیجے میں انہیں ووٹنگ اور سفارتکاری کے لیے مساوی اہلیت دی جاتی ہے لیکن یہ جواز پیش نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر وہ ممالک جن کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ریکارڈ انتہائی خراب ہے انہیں اقوام متحدہ میں اہم پوزیشنیں دی گئی ہیں جس سے اقوام متحدہ کی عالمی اخلاقی معیارات کو برقرار رکھنے کی صلاحیت پر سوالات اٹھتے ہیں۔ مزید یہ کہ بعض افراد کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ ایک ایسا میدان جنگ بن چکا ہے جہاں جغرافیائی مفادات اکثر اس کے اصل مشن یعنی عالمی امن کے فروغ پر غالب آجاتے ہیں۔ ناقدین خصوصاً امریکہ میں اس بات پر سوال اٹھاتے ہیں کہ اقوام متحدہ میں امریکہ کی مالی مدد دوسرے ممالک کے مقابلے میں زیادہ کیوں ہے خاص طور پر جب اقوام متحدہ کے فیصلے یا بیانات امریکی پالیسیوں کے حوالے سے تنقیدی نظر آئیں۔ خلاصہ یہ کہ جب اقوام متحدہ کا مقصد بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینا اور تنازعات کو روکنا ہے تو اس کی مؤثریت اور انصافیت کو چیلنج کیا گیا ہے جو اس کے عالمی حکمرانی میں کردار پر جاری بحث کی عکاسی کرتا ہے۔

بحث کے نکات:

- کچھ ممالک کے نام بتائیں جن کے خلاف بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ریکارڈ ہے لیکن وہ پھر بھی استثنیٰ یا معافی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔
- کیا اقوام متحدہ اپنے اصل مشن یعنی عالمی امن اور تعاون کو فروغ دینے کی بجائے سیاسی ایجنڈوں پر زیادہ توجہ مرکوز کر رہا ہے؟
- کچھ رکن ممالک جیسے امریکہ کی غیر متناسب مالی شراکت اقوام متحدہ میں انصاف اور مؤثریت کے بارے میں تاثرات کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

میں نے کیا سیکھا

- ای سی او وژن 2025: 28 فروری 2017 کو اسلام آباد میں ای سی او وزرائے خارجہ کونسل کے 22ویں اجلاس کے دوران اپنایا گیا جو پائیدار اور مربوط معیشتوں پر مرکوز ہے۔
- پاکستان-چین اقتصادی راہداری (CPEC): چین کے بیلٹ اینڈ روڈ انیشی ایٹو (BRI) کے تحت ایک اہم منصوبہ جو پاکستان اور چین کے درمیان رابطے کو بڑھاتا ہے اور ای سی او کے تحت علاقائی تجارت کو فروغ دیتا ہے۔
- توانائی کا تعاون: پاکستان توانائی کی سلامتی اور اقتصادی ترقی کو بڑھانے کے لیے ترکمانستان-افغانستان-پاکستان-بھارت (TAPI) گیس پائپ لائن جیسے منصوبوں کی حمایت کرتا ہے۔
- ثقافتی اور تعلیمی تبادلے: پاکستان ای سی او ثقافتی ادارہ کی مدد سے ثقافتی تنوع اور تعلیمی تعاون کو فروغ دیتا ہے۔

- اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادیں: اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 2334 جو دسمبر 2016 میں منظور کی گئی مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں غیر قانونی اسرائیلی آبادکاریوں کو خطاب کرتی ہے۔
- او آئی سی میں کردار: پاکستان تنظیم تعاون اسلامی (OIC) میں بھرپور حصہ لیتا ہے اور مسلم دنیا کے سیاسی اور سماجی مسائل کو حل کرتا ہے۔
- سارک میں کردار: پاکستان سارک میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور جنوبی ایشیائی ممالک کے درمیان علاقائی تعاون کو فروغ دیتا ہے۔
- عالمی امن کی بحالی: پاکستان اقوام متحدہ کے امن مشن میں وسیع پیمانے پر حصہ لیتا ہے اور عالمی استحکام اور آفات کے مقابلے کی کوششوں میں مدد دیتا ہے۔
- کشمیر کا مسئلہ: سلامتی کونسل کی کشمیر کے تنازعے پر مسلسل توجہ اس کی اہمیت کی تصدیق کرتی ہے اور اس کے غیر متعلق ہونے کے تاثر کو ختم کرتی ہے۔
- دو طرفہ تعلقات کا طریقہ کار براہ راست سفارتکاری اور دونوں ممالک کے درمیان معاہدوں کا عمل ہوتا ہے۔

مشقی سوالات

درج ذیل سوالات کے جوابات الف، ب، ج یا د میں سے منتخب کر کے دیں۔

1. اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے قرارداد 47 کب منظور کی تھی، جس میں جموں و کشمیر میں رائے شماری کا مطالبہ کیا گیا؟

الف) 15 مارچ 1948 ب) 21 اپریل 1948

ج) 5 جون 1948 د) 12 جولائی 1948

2۔ اقتصادی تعاون تنظیم (ECO) کب قائم ہوئی؟

الف) 15 دسمبر 1985 ب) 28 اکتوبر 1992

ج) جنوری 2000 د) 13 مارچ 2017

3۔ اقوام متحدہ کے اہم اداروں کا ایک اہم مقصد کیا ہے؟

الف) بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا ب) بین الاقوامی امن اور سلامتی کو برقرار رکھنا

ج) عالمی مالیاتی منڈیوں کو منظم کرنا د) قومی انتخابات کی نگرانی کرنا

4۔ پاکستان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (UNSC) میں کون سا کردار ادا کیا ہے؟

الف) مستقل رکن ب) غیر مستقل رکن

ج) نگران ریاست　　　　د) بانی رکن

5۔پاکستان نے سارک (SAARC) میں کس طرح اپنا کردار ادا کیا ہے؟

الف)فوجی اتحاد کی قیادت کر کے　　　　ب)علاقائی اقتصادی تعاون کو فروغ دے کر

ج)صرف ثقافتی تبادلوں پر توجہ دے کر　　　　د)تجارتی ٹیرف کو منظم کر کے

6۔پاکستان اور چین کے درمیان کون سا منصوبہ رابطے اور اقتصادی تعاون کو بڑھانے کا مقصد رکھتا ہے اور ای سی او کے رکن ممالک کے ساتھ روابط قائم کرتا ہے؟

الف) TAPI گیس پائپ لائن　　　　ب)سارک ترقیاتی فنڈ

ج) پاکستان-چین اقتصادی راہداری(CPEC)　　　　د) ای سی او تجارتی معاہدہ

7۔اقوام متحدہ کشمیر کے تنازعے کو حل کیوں نہیں کر سکی؟

الف)عالمی دلچسپی کی کمی　　　　ب)واضح قراردادوں کا فقدان

ج) جغرافیائی سیاسی پیچیدگیاں اور فریقین کی مخالفت　　　　د) ناکافی مالی وسائل

8۔ای سی او کے رکن ممالک کون سے گیس پائپ لائن منصوبے کے حامی ہیں جس سے ترکمانستان سے جنوبی ایشیا،بشمول پاکستان تک قدرتی گیس کی ترسیل کی جا سکے گی؟

الف) ایران-پاکستان-بھارت (IPI) پائپ لائن　　　　ب) وسطی ایشیا-چین پائپ لائن

ج)ٹرانز افغان پائپ لائن(TAP)　　　　د) ترکمانستان-افغانستان-پاکستان-بھارت (TAPI) پائپ لائن

9۔تنظیم تعاون اسلامی (OIC) میں پاکستان کا کیا اہم کردار ہے؟

الف) قابل تجدید توانائی کے منصوبوں کو فروغ دینا　　　　ب) مسلم دنیا کے سیاسی اور سماجی مسائل کو حل کرنا

ج)اقتصادی سربراہی اجلاسوں کی قیادت کرنا　　　　د) مذہبی زائرین کی نگرانی کرنا

10۔درج ذیل میں سے کون سا بیان ٹرسٹی شپ کونسل کے بارے میں صحیح ہے؟

الف) ٹرسٹی شپ کونسل کو ٹرسٹ علاقے کی انتظامیہ کی نگرانی اور ان کے خود مختار حکومت یا آزادی کی منتقلی کو یقینی بنانے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔

ب)ٹرسٹی شپ کونسل نے 1994 سے اپنی کارروائیاں معطل کر دی ہیں کیونکہ اس کا مرکزی کام مکمل ہو چکا ہے۔

ج)ٹرسٹی شپ کونسل کسی بھی صورت میں دوبارہ نہیں بیٹھ سکتی۔

د) ٹرسٹی شپ کونسل کبھی بھی اقوام متحدہ کا حصہ نہیں تھی۔

خالی جگہیں پر کریں:

کشمیر، فلسطین اور افغانستان اقوام متحدہ کے لیے مسلسل چیلنجز رہے ہیں کیونکہ ان کے جغرافیائی سیاسی عوامل پیچیدہ ہیں اور فریقین کی مخالفت بھی ہے۔ پاکستان نے ان مسائل کو حل کرنے کی کوششوں میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اقوام متحدہ کا--------------رکن ہونے کے ناطے پاکستان نے سلامتی کونسل میں غیر-----------نشست سنبھالی اور دنیا بھر میں-------------مشن میں کردار ادا کیا۔ مزید برآں پاکستان-------------------کا ایک اہم رکن ہے جو مسلم دنیا میں مسائل کے حل کے لیے کام کر رہا ہے۔-----------------منصوبہ پاکستان کے علاقائی رابطے اور اقتصادی تعاون کو بڑھانے کے عزم کو اجاگر کرتا ہے۔ ان کوششوں کے باوجود-----------------خطوں میں دیرپا امن حاصل کرنا ایک بڑا چیلنج ہے۔

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

1۔ اقوام متحدہ مسئلہ کشمیر حل کرنے میں کیوں ناکام رہی ہے؟

2۔ بھارت کے کشمیر کی خود مختار حیثیت کو یکطرفہ طور پر منسوخ کرنے کے کشمیریوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

3۔ اقوام متحدہ کے ادارے کے مقاصد کیا ہیں؟

4۔ دو ریاستوں کے حل کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ کیوں نہیں ہوا؟

5۔ پاکستان نے کشمیر میں امن برقرار رکھنے کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟

6۔ اقوام متحدہ کی ٹرسٹی کونسل کا کام کیا ہے؟

7۔ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف کیا اقدامات کیے ہیں؟

درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات دیں:

1۔ اقوام متحدہ کے عالمی امن کو برقرار رکھنے میں کردار اور اس کے مؤثر ہونے کا تجزیہ کریں۔

2۔ اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کے علاقے کے مسائل کو حل کرنے اور مسلم ممالک کے درمیان اتحاد کو فروغ دینے میں مؤثر ہونے کا تجزیہ کریں۔

3۔ سارک اور ای سی او کے درمیان علاقے میں تعاون اور اقتصادی انضمام کو فروغ دینے میں مؤثریت کا موازنہ کریں۔

4۔ ان تمام بین الاقوامی تنظیموں کی فہرست بنائیں جن کا پاکستان رکن ہے اور ان تنظیموں میں پاکستان کے تعاون کا تجزیہ کریں۔

5۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں:

i۔ مسئلہ فلسطین

ii۔ افغانستان کا تنازعہ

علم کا اطلاق

پروجیکٹ کا عنوان: شام میں بین الاقوامی تنظیموں کا کردار

یہ تحقیق کریں کہ اقوام متحدہ، نیٹو، اور ریڈ کریسنٹ جیسی بین الاقوامی تنظیمیں شام میں استحکام اور انسانی امداد پر کیسے اثرانداز ہوتی ہیں۔ تحقیق کریں کہ یہ تنظیمیں علاقائی امن کی کوششوں کو کس طرح متاثر کرتی ہیں، بحرانوں کے دوران امداد فراہم کرتی ہیں، اور پالیسیوں کو کیسے تشکیل دیتی ہیں۔ ان تنظیموں کو درپیش چیلنجز اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے میں ان کی کامیابیوں پر بحث کریں۔ اپنے نتائج کو بصری معاونت کے ساتھ پیش کریں، جیسے کہ چارٹس، تاکہ ان تنظیموں کے کردار اور اثرات کو واضح طور پر ظاہر کیا جاسکے۔

لغت
بین الاقوامی تنظیمیں: وہ گروہ جن میں متعدد ممالک عالمی سطح پر مل کر کام کرتے ہیں۔
انسانی امداد: وہ امداد اور حمایت جو انسانی بحرانوں یا قدرتی آفات کے دوران فراہم کی جاتی ہے۔
تنازعہ کا حل: وہ طریقے اور عمل جو اختلافات یا تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔
چیلنجز: وہ مشکلات یا رکاوٹیں جو مقاصد یا نتائج حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں۔
جیواسٹریٹجک: کسی جغرافیائی علاقے کی سیاسی، فوجی اور اقتصادی لحاظ سے اس کی اسٹریٹجک اہمیت۔ اس میں یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ ایک علاقے کے محل وقوع اور وسائل کس طرح قومی اور بین الاقوامی طاقت کے توازن، فیصلہ سازی اور اسٹریٹجک منصوبہ بندی کو متاثر کرتے ہیں۔